**OPEN ACCESS:** Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com



# اتباعِ سنّت کی مختلف جہات: صوفی محمد برکت علی لودھیانویؒ کے افکار کا جائزہ

# Exploring the Dimensions of Ittiba-e-Sunnat: A Critical Study of Sufi Muhammad Barkat Ali Ludhianvi's Thoughts

Muhammad Ahmed Zafar
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.

Professor Dr. Humayoon Abbas
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University, Faisalabad.

Received on: 03-01-2025 Accepted on: 04-02-2025

**Abstract**

This paper explores the comprehensive discourse of Hazrat Abu Anees Muhammad Barkat Ali Ludhianvi, the spiritual founder of *Dar-ul-Ihsan* and a prolific writer of over 300 works, focusing on his teachings on *Ittiba-e-Sunnat* (emulation of the Prophetic way). Drawing upon his scholarly and spiritual legacy, this study examines how Hazrat Sufi Barkat Ali conceptualizes and promotes *Sunnah* as the essence of all religious practice and the cornerstone of a spiritually fulfilling life. Hazrat Barkat Ali's assertion that the *Sunnah* embodies the distilled wisdom of 124,000 Prophets underlines its theological primacy. He contends that a single act done in accordance with the Sunnah surpasses all other voluntary deeds, and that *Ittiba-e-Sunnat* yields inner tranquillity, divine acceptance, and spiritual illumination. This paper highlights his treatment of the *Sunnah* not only as ritual but as a transformative path encompassing simplicity, generosity, social reform (e.g., widow remarriage, dowry reform), steadfastness in trials, and unwavering commitment to Dawat-o-Tableegh (Islamic propagation). Through qualitative textual analysis of his writings, this research demonstrates how Hazrat Sufi Barkat Ali reframes the Prophetic Sunnah as both the outer shell and inner core of Islamic spirituality — a singular, complete system that provides guidance for individual transformation and societal revival.

**Keywords:** Ittiba-e-Sunnat, Hazrat Barkat Ali, Prophetic tradition, Islamic spirituality, Sufi teachings, Dar-ul-Ihsan, Sunnah, religious reform, sincerity, steadfastness, social ethics.

ماضی قریب میں پنجاب کے صنعتی و تجارتی شہر فیصل آباد کو جن دینی، علمی اور روحانی شخصیات نے رونق بخشی، ان میں ایک بڑا نام بانی دارالاحسان حضرت ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی قدس سرہ العزیز کا ہے، جنہیں قبلہ صوفی صاحبؒ کے نام نامی سے تعلیمی اور خانقاہی حلقوں میں یاد کیا جاتا ہے۔آپؒ مختلف موضوعات پر تین صد سے زیادہ کتب ورسائل کے مصنف و مرتب ہیں۔آپؒ نے دینِ اسلام کے ہر اُس موضوع کو اپنی کتب میں احسن انداز میں بیان کیا ہے، جس کا تقاضا آج کے دور نے کیا۔اتباع سنت چونکہ ایک ایسا موضوع ہے، جس کی مستحکم بنیادیں قرآن کریم خود فراہم کرتا ہے۔اس کے بعد احادیث نبویہ بھی اتباع سنت پر خصوصی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ نیز ہر دور میں علمائے

اسلام وقت کے تقاضوں کے مطابق اس موضوع پر زورِ قلم صرف کرتے آئے ہیں۔ حضرت صوفی صاحبؒ کے ہاں بھی اس موضوع پر مواد کی کثیر فراوانی ہے۔آپؒ نے ایک مقام پر اعمال کو تین انواع میں منقسم کیا ہے:

۱۔اوامر ۲۔نواہی ۳۔مباحات

اور پھر ان تینوں کی سادہ الفاظ میں یُوں تعریفات کی ہیں:

۱۔ جن باتوں کے کرنے کا اللہ اور حضورِ اقدس ﷺ نے حکم دیا ہے، اوامر ہیں۔

۲۔ جن باتوں کے کرنے سے اللہ اور حضورِ اقدس ﷺ نے منع کیا ہے، نواہی ہیں۔

۳۔ جن باتوں سے نہ منع کیا گیا ہے، نہ حکم دیا گیا ہے، مباحات ہیں۔

اور پھر تمام اعمال کو اختیار کرنے کے لیے تین چیزوں کو ضروری قرار دیا ہے:

۱۔ **اتباع:** یعنی جو عمل بھی اختیار کیا جائے اللہ رب العالمین کے حکم اور حضورِ اقدس ﷺ کی اتباع میں کیا جائے۔

۲۔ **اخلاص:** یعنی جو کچھ بھی کیا جائے، اُس کا مدعا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی ہو، کوئی اور غرض وغایت نہ ہو۔

۳۔ **استقامت:** یعنی کسی عمل کو ایک بار اختیار کر کے کبھی ترک نہ کیا جائے اگرچہ بظاہر ثمرات کا ظہور نہ بھی ہو۔ [1]

ایک اور مقالہ میں صرف صوفی صاحبؒ عمل کے تین درجات بیان فرماتے ہیں،

۱۔ سُنّت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہو۔

۲۔ مسلسل ہو!

۳۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہو!"[2]

حضرت صوفی صاحبؒ کے مذکورہ مقالات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بہت آسان ہے کہ آپؒ کی نظر میں اعمال کی اصل اُن کا "مسنون" ہے، باقی "اخلاص" اور "استقامت" کا تعلق اُس کیفیت وحالت سے ہے، جو عمل کے وقت کسی عامل کے قلب وذہن پر طاری ہوتی ہے۔ گویا اعمال کے اختیار کرنے میں اصل الاصول چیز سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع ہے۔آپؒ مزید لکھتے ہیں کہ "حضورِ اقدس ﷺ نے اعمال کی شکل میں جو کتاب ہمارے لیے لکھ دی، وہی ہمارے لیے کارآمد۔"[3] نیز آپؒ اپنے پیروکاروں کو سبق دیتے ہیں کہ "سُنت کی راہ: شاہراہ۔اِس پہ چلیں اوراِس راہ کو ہر راہ سے افضل سمجھیں۔بِلاشبہ اِس راہ سے بہتر اور کوئی راہ نہیں۔"[4]

### اتباعِ سنّت کے ثمرات:

حضرت صوفی صاحبؒ کے نزدیک "ہمارے آقا ومولا ﷺ کی سنتِ مطہرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے علوم کا جوہر ہے۔"[5] اس بناء پر آپؒ دعویٰ فرماتے ہیں کہ "دُنیا بھر کے اعمال مل کر بھی ایک سنّتِ نبوی (ﷺ) کی برابری نہیں کر سکتے۔"[6]

چونکہ حضرت صوفی صاحبؒ کے نزدیک "سنت کی رہنمائی میں گمراہی کا امکان نہیں ہوتا۔"[7] اِس لئے فرماتے ہیں کہ "میرے آقا مولا

حضورِ اقدس ﷺ کی اتباع کا عمل اللہ کو اس قدر پسند ہے اور ایسا پسند ہے کہ کبھی ردّ نہیں فرماتے، مِن وعَن قبول فرما لیتے ہیں اگرچہ ایک اِعتبار سے ناقص ہی کیوں نہ ہو۔"(8) یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے نزدیک "سنت کی اتباع میں جو عمل اختیار کیا جاتا ہے، کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔"(9) اس مقام پر آپؒ تاریخِ اسلام کی دو مایہ ناز مثالوں سے استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "بلالؓ کا سوز اور اویسؒ کی محبت، سنت ہی کے اتباع کے نور کی برکت سے تھی۔"(10) اس بحث کو سمیٹتے ہوئے آپؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ، "تاریخ شاہد ہے کہ قرُونِ اُولیٰ کا مسلمان "سنتِ مطہرہ کے عمل کے نور میں مخمور ہو کر جب کچھ کرنے پہ آمادہ ہوتا، دم بھر کے لیے بھی دیر نہ ہوتی۔ کن فیکون کی کنجی بن جاتا۔"(11)

حضرت صوفی صاحبؒ سنتِ مطہرہ کی اتباع کے عمل کو "اَحید" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ عمل "کسی اور عمل کو اپنے عمل میں شریک ہونے نہیں دیتا" اور "نہ ہی (اس عمل کے ہوتے ہوئے) کسی اور عمل کی حاجت (باقی رہتی ہے۔)"(12) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سنت کی اتباع کا عمل "ہر عمل پہ حاوی" رہتا ہے۔(13) یہاں تک کہ آپؒ کے نزدیک "میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سنت مطہرہ کے عمل کا جلال ارض وسما پہ چھایا رہتا ہے۔ ھمزات الشیاطین وجنات بے بس و بے کس ہو کر اِتّباع پہ مجبور ہو کر، دونوں ہاتھ کھڑے کر کے "توبہ توبہ" کرنے لگتے ہیں۔"(14) الغرض آپؒ ایک مقام پر خالص ادبی پیرایہ اختیار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، "سنت کا اتباع قوی و مستقیم عمل ہے۔ پہاڑ سے مضبوط، سمندر سے گہرا، ریگستان سے وسیع، آندھی سے سخت اور طوفان سے بھی تیز، ماشاءاللہ! جو اس سے ٹکراتا ہے، پاش پاش ہو جاتا ہے۔"(15)

حضرت صوفی صاحبؒ چونکہ دنیائے روحانیت کے نمائندے ہیں، اس لئے آپؒ ہر معاملے کو خاص روحانی نقطۂ نظر سے بھی زیر بحث لاتے ہیں۔ آپؒ کے الفاظ میں، "سنتِ مطہرہ کے عمل سے ایسا نُور جنم لیتا ہے جو نہ صرف قوی العزیز، قاضی الامور، میسور الامور اور شافی الصدور ہوتا ہے بلکہ اس سے وساوس بھی محصور ہوتے رہتے ہیں۔(16) یہاں تک کہ ذاتِ اقدس کے جوہر کا گوہر بھی میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کے نُور سے ہُوَیدا ہوتا ہے۔(17)

حضرت صوفی صاحبؒ کے نزدیک اطمینان و سرور بھی نبی اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع پر ہی موقوف ہے۔ اس حوالے سے آپؒ کے چند مقالات ملاحظہ کیجئے: "حضور اقدس ﷺ کی اتباع متبع کو مطمئن کر دیتی ہے، اگرچہ چھوٹی سی ہو۔"(18) درحقیقت "حضورِ اقدس ﷺ کی سنّت مطہرہ کی اتباع (ہی ہر) متبع کا کمال ہے۔"(19) اور یہی "اتباع اپنے متبع کو کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز کر دیتی ہے۔ سنت کا متبع کسی اور طرف کبھی نہیں دیکھتا، نہ ہی اُسے (کسی طرف) دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ سنت اپنے متبع کو سَیر کر دیتی ہے۔"(20) "جو اطمینان و کیف مولائے کریم رؤف الرحیم ﷺ کی سنتِ مطّہرہ پہ عمل کرنے سے وارد ہوتا ہے، کسی اور مجاہدے سے نہیں۔"(21) الغرض: "میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کی تعمیل طالب کو مسرور کر دیتی ہے اور مخمور۔"(22)

**سنّنِ مطہرہ کی اتباع کے دلنشین اسباق:**

حضرت صوفی صاحبؒ "سنن مطہرہ" کو "سیرتِ طیّبہ کا مرقع" قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "سُنن مطہرہ ہی عِلمًا نَّافِعًا اور عَمَلًا مُّتَقبلًا"(23) ہے۔ آپؒ نہ صرف خود کثیر سننِ مطہرہ پر عمل پیرا تھے بلکہ آپؒ اپنے قارئین کو بھی عملی زندگی میں سنن مطہرہ کو اپنانے اور ہر

ممکن حد تک ان پر ثابت قدمی کے ساتھ عمل پیرا رہنے کی تاکید و تلقین انتہائی دلنشین الفاظ میں فرمایا کرتے تھے۔ ذیل میں آپؒ کی تعلیمات سے چند ایسے اقتباسات درج کئے جارہے ہیں، جن میں آپؒ نے اپنے ارادت مندوں کو سنن مطہرہ کی طرف راغب ہونے کی بڑی احسن انداز میں تعلیم و تبلیغ فرمائی ہے:

**ذکرِ الٰہی:** سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ، ''كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ''(24) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ ہر حال میں ذکر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صوفی صاحبؒ نبی اکرم ﷺ کی اس سنت مؤکدہ و متواترہ کے پیشِ نظر اپنے عقیدت مندوں سے مخاطب ہیں ''کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے اور لیٹے ہر حال میں حضورِ اقدس ﷺ کی سنتِ مطہرہ کے مطابق قلب و زبان پہ ذکر جاری رہے، یعنی موقع محل کے مطابق سنت کی اتباع میں محوِ عمل رہو۔ سنت کی اتباع کا یہ جوشِ عمل بلوغ الی المرام ہے۔''(25)

**سادگی اور مساوات:** حضرت صوفی صاحبؒ اس حوالے سے ایک اصولی مؤقف یُوں اختیار فرماتے ہیں کہ، ''سنتِ محمدی ﷺ کی حقیقت سادگی و مساوات ہے۔''(26) اور پھر ایک دوسرے مقام پر سنن مطہرہ کی امثلہ پیش کر کے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، ''مولائے کریم روحی فداہ ﷺ کی ساری زندگی پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو سادگی کے بغیر کچھ نظر نہ آئے گا۔ حضور ﷺ کا رہن سہن نہایت ہی سادہ تھا۔ حضور ﷺ کی مسجد کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔ جب بارش برستی تو پانی نیچے ٹپکتا۔ مسجد میں نہ کوئی صف بچھائی جاتی، نہ دری، نہ قالین، نہ غالیچہ۔ جب نماز پڑھتے، پیشانی مبارک پر مٹی لگ جاتی۔ گھر میں ضرورت کا سامان بہت ہی سادہ ہوتا۔ پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ چند ضروری کپڑوں کے سوا اور کچھ گھر میں نہ ہوتا۔ اپنی ضرورت سے زائد ہر شے کو محتاجوں میں تقسیم فرمادیتے۔ گھر میں چند ضروری کھانے پکانے کے برتنوں کے سوا کوئی اور سامان نہ ہوتا... جب آپ ﷺ کو بھوک لگتی، جس بھی قسم کا کھانا میسّر ہوتا، کھا کر گزارا کر لیتے اور کسی پُر تکلف اور لذیذ کھانے کا کبھی اہتمام نہ کرتے۔ اگر کہیں سے مل جاتا، کھا لیتے ورنہ یونہی اللہ کا شکر کرتے ...اسی طرح آپ ﷺ تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے پہنتے۔ لباس سے آپ ﷺ کا مقصود ستر ڈھانپنا ہوتا، آرائش و زیبائش نہ ہوتی۔ جیسا بھی کپڑا ملتا، پہن لیتے اور جب تک وہ پیوند لگانے کے قابل رہتا، پیوند پر پیوند لگاتے رہتے، کبھی نہ بدلتے۔ فاخرہ اور عمدہ لباس کبھی نہ پہنتے۔''(27) بعدہ آپؒ عہدِ حاضر میں مسلمانوں میں پروان چڑھنے والے تکلف اور بناوٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، ''ہم چند سنتوں پر اکتفا کر گئے حالانکہ حضور ﷺ کی سب سے بڑی سنت سادگی اور مساوات ہے اور یہ دونوں ہی ہم میں نہ رہیں۔ ان کے بغیر ہم کیونکر سنت کے اہل کہلا سکتے ہیں!''(28)

**دعوت و تبلیغ الاسلام:** حضرت صوفی صاحبؒ ایک مقام پر بڑے اجمالی انداز میں نبی اکرم ﷺ کی تبلیغی سرگرمیوں کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ، ''ساری دُنیا اور جو کچھ اِس میں ہے، آپ ﷺ کی نظروں میں کچھ بھی نہ تھی۔ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کا دین اسلام پہنچانے اور پھیلانے میں اس قدر محو و منہمک رہتے کہ دعوت و تبلیغ کے سوا آپ ﷺ کو کوئی اور کام نہ تھا۔ آپ ﷺ کسی اور طرف متوجّہ نہ ہوتے۔ کسی نمائش کی طرف، اگرچہ کتنی ہی دلکش ہوتی، آپ ﷺ دیکھتے تک بھی نہ تھے۔''(29) اسی اجمال کو ایک مقام پر حضرت صوفی صاحبؒ تفصیل سے

یُوں بیان کرتے ہیں کہ ، ”حضورِ اقدس ﷺ نے اپنی زندگی میں تبلیغِ دین کا کام سب سے زیادہ سرانجام دیا۔ آپ ﷺ نے ہر موقعہ پر نورِ ہدایت کی کرنیں بکھیریں۔ اُس وقت کے جاہل لوگ اپنی جہالت میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ معاشرہ پورے کا پورا بگڑ چکا تھا۔ آپ ﷺ نے نہایت جانفشانی سے تبلیغ کر کے انہیں راہِ راست دکھایا۔ اِس مقدس کام میں آپ ﷺ کو مشکلات و مصائب کے پہاڑوں کو کاٹنا پڑا۔ لہولہان ہونا پڑا۔ سنگ باری برداشت کرنا پڑی۔ طعن و تشنیع اور دشنام طرازی کے تیر سہنا پڑے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو قتل تک کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ آپ ﷺ کو اُن کور باطن انسانوں کے ظلم و ستم کے باعث ہجرت کرنا پڑی، یعنی گھر چھوڑا، وطن چھوڑا۔ وطن کے ہر آرام، ہر سہولت کو خیر باد کہا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ تبلیغ کا کام مکمل ہو سکے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا تو صرف اس لئے کہ وہاں بیٹھ کر اُس کام (تبلیغِ دین) کی تکمیل کی جا سکے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مامور کیا تھا کہ دُنیا کے گوشے گوشے میں پیغامِ حق پہنچایا جائے۔ راہِ ہدایت سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے دینِ متین کے لئے بیدار و تیار کیا جائے کہ یہی دینِ سرمدی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات ہے۔ چنانچہ حضورِ اقدس ﷺ اور آپ کی مقدس جماعت کی چلائی ہوئی تحریک قیامت تک اِس پاکیزہ مشن کے لئے ہمیشہ رواں دواں رہے گی اور زوروں سے جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز!“(30) دعوۃ و تبلیغ الاسلام کی ضرورت و اہمیت کو مزید واضح کرنے کے لیے قبلہ صوفی صاحبؒ سیدنا ابو بکر الصدیقؓ کی مبارک شخصیت کو بطور شاندار مثال کے پیش فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے پہلے ہی روز تبلیغِ دین اِس اشتیاق سے کی کہ شام تک چار پانچ دلوں کو موڑ کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ مقدس میں پیش کر دیا۔ جو حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اسلام کے ایسے شیدائی بنے کہ مرتے دم تک اِس پر نہ صرف قائم رہے بلکہ اس کی تبلیغ میں کوشاں رہے۔ تبلیغ عشقِ رسول (ﷺ)، فکرِ رسول (ﷺ) اور اطاعتِ رسول (ﷺ) کا دوسرا نام ہے۔“(31) آخر میں حضرت صوفی صاحبؒ کے اس مقالے کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، جس میں آپؒ عہدِ حاضر میں تصوف کے ایک ذمہ دار نمائندے کی حیثیت سے تبلیغی عزم بالجزم کو یوں دہراتے ہیں کہ، ”اللہ تبارک و تعالیٰ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی نبوّت و رسالت کا مقصد، سُنّتِ موکدّہ، اور ہماری زندگی کا واحد اور وہ نصب العین ہے، جسے کہ ہم نے کسی بھی حال میں کبھی ترک نہیں کرنا اور نہ ہی کبھی تبدیل کرنا ہے۔“(32)

**رجوع الی اللہ:** حضرت صوفی صاحبؒ اپنے ایک ارادت مند کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”تُو اپنے ربّ کی طرف رجوع کر۔ یہی میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سنّتِ مطہرہ ہے۔“(33) ”آپ ﷺ سے پہلے اِس دنیا کا کیا حال تھا؟ ساری دنیا ایک ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ ہی نے ساری دنیا کو اپنے رب کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ اور فرمایا کہ ہمارا رب ہی ہمارا مالک ہے۔ اس کے سوا ہم کسی اور کی مملوک نہیں اور ہمارا مالک ہی ہمارا معبود ہے۔ الحمد للہ! جس نے ہمیں پیدا کیا، وہی ہمارا پالنے والا ہے اور مالک ہی اپنی مملوک کو پالا کرتا ہے۔“(34) اس ضمن میں قبلہ صوفی صاحبؒ اپنے ارادت مند سے یُوں مخاطب ہیں کہ، ”میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے آدم زاد کو ہزارہا برس گزرنے کے بعد سیرت کا ایک نمونہ پیش کیا، جو ہرِ نمونے کو مات کر گیا۔ اپنانا ہی ہے تو اِس نمونے کو اپنا اور اِس نمونے میں اللہ اللہ

رَبِیّ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔"(35)

**ایفائے عہد:** "ایفائے عہد سنتِ مطہرہ کی ایک اتباع ہے۔"(36) اس ضمن میں حضرت صوفی صاحبؒ ایک حدیث مبارکہ درج کرتے ہیں کہ، "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ، فَنَسِيتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ»: يَا فَتًى، لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ، أَنَا هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ"(37) مذکورہ حدیث کا ترجمہ حضرت صوفی صاحبؒ بایں الفاظ درج فرماتے ہیں کہ، "حضرت عبد اللہ بن ابی الحمساءؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک چیز خریدی، آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے۔ کچھ قیمت اس کی میرے ذمہ رہ گئی تھی تو میں نے وعدہ کیا کہ میں یہیں آکر کل دوں گا۔ پھر میں بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔ میں گیا۔ دیکھا: آپ ﷺ وہیں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوان! تُو نے مجھے تکلیف دی۔ میں اسی جگہ تین دن سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔"(38)

**استقامت:** استقامت اللہ رب العالمین کا "فرمان" اور رحمۃ للعالمین ﷺ کا "ارشاد" ہے۔(39) "اے جانِ من! اے او سونے والے نوجوان مسلم! تجھے کون بتائے اور کیا بتائے اور کیسے سمجھائے کہ اللہ رب العالمین کا سب سے بڑا حکم، حضورِ اقدس ﷺ کی سب سے بڑی سنت اور نبوت و رسالت کی سب سے بڑی خصلت "استقامت" ہے، اور استقامت یہ ہے کہ زندگی کے میدان میں جو قدم جہاں پہ رکھ دیا، پھر کسی بھی حال میں پیچھے نہ ہٹے، اگرچہ ٹوٹے ٹوٹے ہو جائے۔"(40) اس حوالے سے حضرت صوفی صاحبؒ خالص عارفانہ رنگ اختیار فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ، "استقامت نبوت کی سب سے بڑی خصلت ہے، ہر کسی کو کیسے دی جا سکتی ہے؟"(41)

**سخاوت:** نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ، "أَنَا أَجْوَدُ بَنِي آدَمَ"(42) یعنی "آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے بڑا سخی میں ہوں۔"(43) اسی حدیث کی ترجمانی میں بانی دار الاحسان حضرت صوفی برکت علی صاحبؒ رقمطراز ہیں کہ، "تلچھٹ ایک شاعرانہ تخیل ہے، ورنہ جسے بھی کوئی جام پلایا جاتا ہے، رج کے پلایا جاتا ہے۔ بُخل کا نام تک نہیں ہوتا۔ یہ میرے ساقی، میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی قدیم سنت ہے۔"(44) اسی بناء پر حضرت صوفی صاحبؒ اپنے طالب کو نصیحت کرتے ہیں کہ "تیرے ہاتھ سدا کھلے رہیں، کبھی بند نہ ہوں اور قاسم الخیرات الحسنۃ ﷺ کی خیرات کا باڑہ شب و روز بٹتا رہے۔"(45)

**توبہ:** "پہلی توبہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے کی، اور توبہ ہی کی بدولت یہ کائنات رواں دواں ہے۔"(46) "حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے آقا روحی فداہ ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے انسانیت کو اسی مژدۂ جانفزا سے روشناس فرمایا۔"(47)

**مہمان نوازی:** حضرت صوفی صاحبؒ اپنے عقیدتمندوں کو وصیت فرماتے ہیں کہ، "مہمان نوازی: سنتِ خیر الانام ﷺ۔ انکار مت کیا کرو۔ محروم مت رہا کرو۔"(48)

**داڑھی:** "داڑھی (نہ صرف نبی اکرم ﷺ کی) سنّتِ موکدہ ہے۔(49) بلکہ "داڑھی رکھنا اور مونچھیں کتروانا (تمام) انبیاء کرامؑ کی سنت موکدہ ہے۔"(50) اس حوالے سے آپؒ مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو یُوں جگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ، "ویسے آپ اس بات پہ غور

ضرور کیا کریں کہ دیکھ لو! خالصہ کالج کے تمام سکھ طلباء گورو گوبند سنگھ کے کہنے پہ داڑھی رکھتے ہیں اور کوئی بھی اس سے خالی نہیں ہوتا۔"(51) حضرت صوفی صاحبؒ اس حوالے سے عامۃ المسلمین سے مخاطب ہیں، "میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ و مؤکدہ تجھے نہ معلوم کیوں پسند نہیں؟ کبھی منڈوا لیتے ہو، کبھی ترشوا! دونوں غلط۔ داڑھی انبیائے کرام علیہم السلام کی سنتِ مؤکدہ ہے۔ مت منڈوایا کرو۔"(52)

**رسومِ نکاح:** "والدین نے اولاد کی زندگی آزمائش میں ڈال دی۔ جہیز کو ایک طوق بنا کر لڑکے لڑکی کے گلے میں لٹکا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اُن کی عمر کا بہترین حصّہ جہیز ہی کی کشمکش میں گزر جاتا ہے۔ بچے شادی کے قابل ہوتے ہیں لیکن والدین اولاد کے احساسات کی پرواہ کرنے کی بجائے رشتے اور جہیز کی نذر کر دیتے ہیں۔ بہترین رشتہ قرابت داروں کا رشتہ اور بہترین جہیز میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ کا جہیز تھا، ایک مایہ ناز جہیز!"(53) اس ضمن میں قبلہ صوفی صاحبؒ نبی اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ یُوں بیان فرماتے ہیں کہ،

"حضورِ اقدس واکمل جناب رسولِ اکرم واجمل، اطیب واطہر ﷺ کی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی شادی سے سبق لیں کہ دوجہاں کے شاہِ کل ﷺ نے اپنی پیاری لخت جگر یعنی حسنین علیہم السلام کی والدہ ماجدہ کا حیدرِ کرّار اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ ابی طالبؓ سے اس طرح نکاح کیا: ظہر کے وقت حکم ملا۔ حضرات صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کو پیغام دے کر حضرت علی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلاوا بھیجا۔ عصر کے وقت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جناب رسالتمآب ﷺ کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ نکاح کا اعلان کیا۔ حضرتِ اقدس والاشان ﷺ نے خطبہ پڑھا۔ چند چھوہارے، جو میسر تھے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بکھیر دیئے اور ایک چکی، ایک مشکیزہ، ایک لوٹا، ایک تسبیح، ایک کھانے اور پینے کا برتن وغیرہ لے کر شاہِ کونین ﷺ کی بیٹی، حسنین علیہم السلام کی والدہ شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے ہمراہ پیدل چلتی ہوئی انؓ کے گھر تشریف لے گئیں۔ شام کو حضورِ اقدس ﷺ بیٹی کے ہاں مہمان ہوئے۔ شام کا کھانا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے خود پکایا اور حضورِ اقدس ﷺ نے کھایا۔ بس تقریبات ختم ہوئیں اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں رہنے لگیں۔"(54)

**نکاحِ بیوہ:** نکاحِ بیوہ کو حضرت صوفی صاحبؒ اصلاحِ معاشرہ کی اہم ترین بنیاد تصور فرماتے تھے۔ اس ضمن میں آپؒ نے سیرت النبی ﷺ کے حوالوں سے مفصّل لکھا ہے کہ، "حضورِ اقدس ﷺ کی جتنی بیبیاں تھیں، حضرت عائشہؓ کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی، ایک ایک، دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ چنانچہ کتاب الاستیعاب جلد دوم صفحہ ۶۵۷ پر ہے، حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کنواری عورت سے سوائے عائشہؓ کے نکاح نہیں کیا۔ تو یہ سنّت سے ثابت طریقہ ٹھہرا۔ اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقہ کو پھر پھیلائے اور جاری کرے، اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف) اِس لئے بیوہ عورتوں سے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا اور اِس کا رواج پھیلائے گا، اُسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہو گا، اور جو بیوہ، رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے اور رواج پڑنے کے لئے نکاح کرے، وہ بھی سو شہیدوں کا ثواب پائے گی۔ صحابی عورتوں میں بھی بیوہ عورتیں نکاحِ ثانی کر لیا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت عمرؓ کی

صاحبزادی اُم المومنین حضرت حفصہؓ کے نکاحِ ثانی کا ذکر صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۷۰ اور اصابہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ پر مذکور ہے، ''حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح خنیسؓ ابن حذیفہ سے ہوا تھا۔ غزوہ بدر میں حضرت خنیسؓ زخمی ہو گئے اور اسی سبب سے واپس آکر شہادت پائی۔ عدت گزرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے پہلے نکاح کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ سے ذکر کیا، پھر حضرت ابو بکرؓ سے ذکر کیا، آخر کار جناب رسول اللہ ﷺ سے نکاح کی صورت پیدا ہو گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہو گیا۔'''' کسی بیوہ کا یہ اصرار کہ وہ اللہ اللہ کرتی اپنی زندگی گزار دے گی، نفس کی فطرت کے خلاف اور سنت راشدہ کی منافی ہے۔ بے شک ایک نکاح ہزار برائیوں کی روک ہے۔''(55)

**صبر:** ''نیکی و صبر، نبوت و ولایت کی دو بنیادی خصلتیں ہیں۔''(56)''نیکی کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ نیکی کی مخالفت پہ صبر نیکی کے اجر کو دوبالا کر دیتا ہے۔''(57)''صبر: انسانیت کا معیار، عزمِ صمیم کی بنیاد، ولایت کا راز اور نبوت کا ناز ہے۔''(58)''صبر: مقامِ رسالت، صبر: ملکِ امامت (اور) صبر (ہی) وراثتِ فقر (ہے۔)''(59) مبلغینِ اسلام کو صبر کا درس دیتے ہوئے حضرت صوفی صاحبؒ سنت نبوی ﷺ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ، ''سوچیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضورِ اقدس و اکمل ﷺ نے اس دین کو پھیلانے کے لئے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں! کیسی کیسی دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرے! لیکن ہر حال میں صبر اور شکر کیا۔ کسی معاملہ میں اور کبھی غضبناک نہ ہوئے۔ ہر معاملہ میں شفقت سے سمجھاتے رہے۔''(60)

**حاصلِ کلام:**

حضرت ابو انیس صوفی محمد برکت علی لودھیانویؒ کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ اطاعتِ رسول ﷺ ہے، جسے وہ روحانی فلاح اور اجتماعی نجات کا واحد ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ آپؒ کے نزدیک سنتِ نبوی ﷺ محض رسم یا روایت نہیں بلکہ ایک زندہ، جامع اور ہمہ گیر نظامِ حیات ہے۔ انہوں نے اتباعِ سنت کو انسان کے ظاہر و باطن، عقائد و عبادات، اخلاق و معاملات، اور فرد و معاشرہ کی اصلاح کا معیار قرار دیا۔ آپؒ نے اعمال کی قبولیت کے لیے اخلاص، استقامت اور سنت کی مطابقت کو لازم قرار دیا۔ آپؒ نے واضح کیا کہ سنت پر عمل انسان کو روحانی ارتقاء، باطنی نور اور قربِ الٰہی عطا کرتا ہے۔ وہ چھوٹے سے چھوٹے مبنی بر سنت عمل کو ہزاروں نفل عبادات پر فضیلت دیتے تھے۔ آپؒ نے صرف انفرادی اصلاح پر زور نہیں دیا بلکہ سماجی سطح پر بھی سنت کو نافذ کرنے کی جدوجہد کی۔ بیواؤں کی شادی، سادگی، حلال کمائی، اور جھوٹ و ریا سے پرہیز—یہ سب آپؒ کے نزدیک اتباعِ نبوی کے مظاہر تھے۔ انہوں نے دنیا کو ترک نہیں کیا، بلکہ دنیا میں سنت کے مطابق جینے کو اصل زہد قرار دیا۔ آپؒ کے نزدیک عشقِ رسول ﷺ محض جذباتی وابستگی نہیں بلکہ عملی پیروی کا تقاضا کرتا ہے۔

**حوالہ جات**

[1] لودھیانوی، محمد برکت علی، ابو انیس، مقالاتِ حکمت، فیصل آباد: المستفیض دار الاحسان، جلد ۱۴، شمار ۹۱۲۸

[2] ایضاً، جلد ۲، شمار ۲۱۴۱

[3] ایضاً، جلد ۱۵، شمار ۹۲۵۷

4 ایضاً، جلد ۱۵، شمار ۹۲۵۷

5 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۲۷۰

6 ایضاً، جلد ۲۵، شمار ۱۱۹۲۱

7 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۲۴۷

8 ایضاً، جلد ۱۳، شمار ۸۸۰۶

9 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۲۴۹

10 ایضاً، جلد اوّل شمار ۶۹۶

11 ایضاً، جلد ۱۳، شمار ۸۸۰۹ تا ۸۸۱۰

12 ایضاً، جلد ۱۳، شمار ۸۸۰۷

13 ایضاً، جلد ۱۷، شمار ۹۸۲۰

14 ایضاً، جلد ۱۳، شمار ۸۸۰۹

15 ایضاً، جلد اوّل، شمار ۳۰۶

16 ایضاً، جلد اوّل، شمار ۳۰۶

17 ایضاً، جلد ۱۳، شمار ۸۸۶۲

18 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۱۹۲

19 ایضاً، جلد ۲۰، شمار ۱۰۵۶۳

20 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۲۸۹

21 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۱۴۷

22 ایضاً، جلد ۲۳، شمار ۱۱۳۸۴

23 ایضاً، جلد ۷، شمار ۱۱۲۷۴، ۱۱۲۷۵

24 مسلم بن الحجاج، الامام، ''الجامع الصحیح''، ۱۳۳۴ھ، ترکیا: دار الطباعۃ العامرۃ، کتاب الحیض، باب ذکر اللہ تعالی في حال الجنابۃ وغیرھا، الرقم: ۳۷۳

25 مقالاتِ حکمت، جلد ۲، شمار ۲۴۶۳

26 ایضاً، جلد اوّل، شمار ۶۹۶

27 لودھیانوی، محمد برکت علی، ابوانیس، ''مکشوفات منازلِ احسان''، فیصل آباد: المستفیض دار الاحسان، جلد دوم، رسالہ ''اسماء الحسنیٰ''، ص: ۶۵۰

28 ایضاً ص: ۶۵۱

29 ایضاً جلد اوّل، رسالہ ''الانفاق فی سبیل اللہ''، ص: ۲۴۰

30 مقالاتِ حکمت، جلد ۲، شمار ۲۳۷۱

31 مکشوفات منازلِ احسان، جلد چہارم، رسالہ ''صحابہ کرامؓ''، ص: ۱۹۹۰

32 مقالاتِ حکمت، جلد ۲، شمار ۲۲۱۰

33 ایضاً، جلد ۲۳، شمار ۱۱۴۴۶

34 مکشوفات منازلِ احسان، جلد چہارم، رسالہ ''جزی اللہ محمد ﷺ ماھو اہلہ ''ص: ۱۶۴۷

35 مقالاتِ حکمت، جلد ۲۲، شمار ۱۰۸۴۵

36 ایضاً، جلد ۳، شمار ۳۰۷۴ تا ۳۰۷۶

37 أبو داود، سلیمان بن الأشعث، الإمام، السجستانی، ''سنن أبي دداود'' بیروت: المکتبۃ العصریۃ صیدا، ۱۳۹۲ھ، کتاب الأدب باب فی العدۃ الرقم ۴۹۹۶

38 مکشوفات منازلِ احسان، جلد دوم، رسالہ ''فاستقم کما أمرت''ص: د

39 مقالاتِ حکمت، جلد ۳، شمار ۳۱۲۴

40 ایضاً، جلد ۲، شمار ۱۷۰۳

41 ایضاً، جلد اوّل شمار ۱۱۸۶

42 التبریزی، ولی الدین الخطیب، ''مشکاۃ المصابیح'' بیروت: المکتب الإسلامی، ۱۹۸۵ء، کتاب العلم، الفصل الثالث، الرقم ۲۵۹

43 مکشوفات منازلِ احسانجلد سوم، رسالہ ''فضائل تبلیغ''ص: ۱۴۵۴

44 مقالاتِ حکمت، جلد ۹، شمار ۶۶۸۸

45 ایضاً، جلد ۶، شمار ۵۱۷۵

46 ایضاً، جلد ۲۷، شمار ۱۲۱۷۸

47 ایضاً، جلد ۹، شمار ۱۱۷

48 ایضاً، جلد ۳، شمار ۲۳۲۷

49 ایضاً، جلد ۲۰، شمار ۱۰۴۷۸

50 مکشوفات منازلِ احسان جلد اوّل، رسالہ ''آپ کون ہیں؟''ص: ۲۹۵

51 ایضاً

52 مقالاتِ حکمت، جلد ۱۰، شمار ۷۶۹۳

53 ایضاً، جلد ۶، شمار ۵۵۵۶

54 مکشوفات منازلِ احسان، جلد اوّل، رسالہ ''آپ کون ہیں؟''ص: ۲۹۷

55 مقالاتِ حکمت، جلد اوّل شمار ۶۰۰

56 ایضاً، جلد اوّل شمار ۹۷۶

57 ایضاً، جلد اوّل شمار ۹۷۵

58 ایضاً، جلد ۱۷، شمار ۹۶۹۹

59 ایضاً، جلد ۱۷، شمار ۹۷۳۷

[60] مکشوفات منازلِ احسان، جلد اوّل، رسالہ ''ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر رہے ہیں؟'' ص: ۴۱۷